بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

یومیہ: منگل

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۹/۲۴ | ۲۱ صفر ۱۳۹۰ھ - ۲۸ شہادت ۱۳۴۹ھش - ۲۸ اپریل ۱۹۷۰ء | نمبر ۹۶

گھانا میں حضور ایدہ اللہ کی اہم دینی اور جماعتی مصروفیات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا اکرا سے سالٹ پانڈ میں ورود مسعود

شہر کے سربرآوردہ افراد اور بارہ ہزار احمدی احباب کی طرف سے پرجوش استقبال

حضور کی اقتداء میں احمدیہ مشن کی جامع مسجد میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی۔ صداقتِ اسلام پر روح پرور خطبہ

سالٹ پانڈ سے واپس آتے ہوئے راستہ میں حضور نے ایک مسجد پر یادگاری تختی نصب فرمائی

جیسا کہ قبل ازیں شائع ہونے والی اطلاعات سے احباب کو معلوم ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۸ اپریل سے گھانا میں قیام فرما ہیں اور اس کے مختلف شہروں اور مقامات کا دورہ فرما رہے ہیں۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ۲۴ اور ۲۵ اپریل کے مرسلہ کیبل گراموں کے ذریعہ مطلع فرماتے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ کماسی اور ٹیچی مان کا دورہ فرمانے کے بعد ۲۳ اپریل کی شام کو گھانا کے دارالحکومت اکرا واپس تشریف لے آئے تھے۔ ۲۴ اپریل بروز جمعۃ المبارک حضور، حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا، محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اور دیگر اہلِ قافلہ کی معیت میں موٹر کاروں کے ذریعہ اکرا سے سالٹ پانڈ تشریف لے گئے۔ سالٹ پانڈ اکرا سے ۷۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس شہر کو نہ صرف گھانا کی بلکہ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور وہ یہ کہ گھانا میں جماعتِ احمدیہ کے سب سے پہلے مبلغِ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۲۱ء میں اسی مقام پر وارد ہوئے تھے اور یہیں سے آپ نے اس ملک میں اسلام کی تبلیغی مہم کا آغاز فرمایا تھا۔ اُس وقت سے ہی گھانا میں جماعتِ احمدیہ کا مرکزی مشن سالٹ پانڈ میں قائم ہے۔ ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چھوٹے سے مکان میں مقیم رہ کر تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز فرمایا تھا اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک عالی شان مشن ہاؤس اور ایک وسیع و عریض جامع مسجد تعمیر ہو چکی ہے اور وہاں بفضلہ تعالیٰ ایک نہایت مخلص اور مضبوط جماعت قائم ہے۔ وہاں سے ہی جماعت کا مرکزی مشن ملک بھر میں کی جانے والی تبلیغی اور تعلیمی سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے۔

۲۴ اپریل بروز جمعۃ المبارک جب حضور ایدہ اللہ نے سالٹ پانڈ میں ورود فرمایا تو وہاں حضور کا نہایت پُرجوش اور والہانہ استقبال کیا گیا۔ بارہ ہزار احمدی احباب اپنے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے اور اھلاً و سھلاً و مرحبا کہہ کر صمیمِ قلب سے حضور کا خیر مقدم کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے پہلے سے وہاں جمع تھے اور حضور کی تشریف آوری کے لئے چشم براہ تھے۔ علاوہ ازیں قبائل کے سردار اپیرا ماؤنٹ چیفس اور دیگر معززین بھی بہت بڑی تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ مقامی کلیسیا کے سربرآوردہ اصحاب بھی اُس جماعت کے امام کو خوش آمدید کہنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے جس نے مغربی افریقہ میں عیسائیت کا سب سے زیادہ ڈٹ کر اور نہایت درجہ کامیاب مقابلہ کیا ہے۔ چنانچہ ہزاروں ہزار احباب اور دیگر معززین نے اس قدر گرمجوشی کے ساتھ والہانہ انداز میں حضور کا استقبال کیا جو اپنی مثال آپ تھا۔

حضور نے پہنچنے کے کچھ دیر بعد مشن ہاؤس کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ نماز سے قبل حضور نے صداقتِ اسلام پر ایک روح پرور اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا آج کا یہ عظیم اجتماع خود اپنی ذات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کی حقانیت کا ایک تابندہ و درخشندہ ثبوت ہے۔ حضور نے غلبۂ اسلام کی آسمانی پیشگوئیوں کا ذکر فرما کر اور ان کے پورا ہونے کے روز افزوں آثار پر روشنی ڈال کر اس امر کا نہایت پُرشوکت الفاظ میں اعلان فرمایا کہ اسلام کی فیصلہ کُن فتح اور اس کے کامل غلبہ کے دن قریب ہیں۔ اس روح پرور خطبہ کے بعد حضور نے نماز پڑھائی۔ اس طرح ہزاروں ہزار احباب کو حضور ایدہ اللہ کے روح پرور ارشادات سے فیضیاب ہونے اور حضور کی اقتداء میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کی غیر معمولی سعادت ملی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے جملہ حاضر احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔

ہزاروں ہزار احباب کو مصافحہ اور ملاقات سے شاد کام فرمانے کے بعد اُسی روز شام کو سوا سات بجے حضور ایدہ اللہ سالٹ پانڈ سے اکرا واپس تشریف لے آئے۔ اکرا واپس آتے ہوئے راستہ میں حضور کچھ وقت کے لئے "گومو آمنگو آزی" نامی گاؤں میں ٹھہرے اور وہاں کی احمدیہ مسجد میں اپنے دستِ مبارک سے ایک یادگاری تختی (کتبہ) نصب فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ اور جملہ اہلِ قافلہ کی صحت و عافیت اور کامیاب و کامران بخیر و عافیت مراجعت کے لئے خاص توجہ خشوع و خضوع اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

اخبارِ احمدیہ

● اکرا (گھانا۔ مغربی افریقہ) ۲۵ شہادت۔ بذریعہ کیبل گرام

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضور کی حرمِ محترمہ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

● والدِ محترم گیانی واحد حسین صاحب UREMIA سے بیمار ہیں اور پچھلے ایک ماہ سے میو ہسپتال میں داخل ہیں۔ پچھلے دنوں BLOOD UREA کی مقدار پھر زیادہ ہو گئی تھی لیکن اب اس میں کمی ہے۔ عام صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت بہتر ہے۔ کمزوری ابھی باقی ہے۔ احباب جماعت سے والدِ محترم کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ڈاکٹر) مرزا محی الدین

● کچھ دنوں سے خاکسار کے پیٹ میں شدید قسم کا درد رہتا ہے اور جلن سی محسوس ہوتی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ خاکسار کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔

(عباد اللہ گیانی مینیجر الفضل)

● ربوہ ۲۶ شہادت۔ مکرم چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی چند دنوں سے بیمار ہیں اور طبیعت زیادہ خراب ہے۔ احبابِ جماعت آپ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

(گلزار احمد ہاشمی۔ ربوہ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۸ شہادت ۱۳۴۹ ہش

افریقہ اور جماعتِ احمدیہ

آجکل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مغربی افریقہ کا دورہ فرما رہے ہیں۔ اِس دورہ کی مختصر روداد الفضل میں شائع ہوئی ہے۔ انشاء اللہ بعد میں دورہ کے مفصل حالات بھی قارئینِ کرام کے مطالعہ میں آئینگے۔

مغربی افریقہ میں احمدیت کے بہت سے مشن قائم ہیں اور جیسا کہ احباب کو معلوم ہے پاکستان کے بعد مشنوں اور تعداد کے لحاظ سے مغربی افریقہ کا مقام ہے۔ ان ممالک میں جہاں جہاں احمدیت کے مشن قائم ہیں نائیجیریا اور غانا مشہور مقامات ہیں۔ غانا کے متعلق ذیل میں ایک اقتباس دیا جاتا ہے ملاحظہ ہو:۔

"۱۹۲۲ء میں حضورؓ کے ارشاد پر حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کو غانا بھجوایا گیا۔ بعد میں محترم مولانا نذیر احمد صاحب علی مرحوم بھی غانا تشریف لے گئے۔

ان مبلغین کی شبانہ روز کوششوں سے یہ مشن ترقی کرتا چلا گیا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے بعد سب سے بڑی جماعت غانا میں پائی جاتی ہے جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔

غانا میں اِس وقت جماعت کے ۴۰ سکول کام کر رہے ہیں اور ۱۶۴ مساجد ہیں، دو سو سے زائد مقامات پر جماعتیں قائم ہیں مشن کا سالانہ بجٹ دس لاکھ روپے کے قریب ہے۔ انگریزی میں ایک اخبار گائیڈنس Guidance بھی شائع ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے سارے ملک میں احمدیہ مشن کا نہایت گہرا اثر ہے اور ملک کے ہر طبقہ کے لوگ جماعتِ احمدیہ کی اسلامی خدمات کے معترف ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر غانا کے ڈپٹی سپیکر نے یہ بیان دیا:۔

"یہ امر ہمارے مشاہدہ میں آیا ہے اگر جماعتِ احمدیہ اسلام کے احیاء اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی جدوجہد نہ کرتی تو اسلام مادیت کے تھپیڑوں میں کبھی کا دب چکا ہوتا۔ میں چشم دید گواہ ہوں کہ سلسلہ احمدیہ کی مساعی کے نتیجہ میں اسلام دنیا کے مختلف ممالک میں سربلندی حاصل کر رہا ہے اور یہ کہنے میں مبالغہ نہ ہوگا کہ اس دور کی انسانی تاریخ کا سب سے اہم واقعہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ ہے۔"

سکولوں کا قیام جماعتِ احمدیہ کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس کا اعتراف مصر کے ایک صحافی نے مغربی افریقہ کا دورہ کر کے آئے جامعہ الازہر کے ترجمان مجلۃ الازھر کی جولائی ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں الاسلام فی غانا کے عنوان سے یوں کیا:۔

ولھم نشاط بارز فی کافۃ نواحی و مدارسھم ناجحۃ بالرغم اوتلامیذھا لایدینون بمذھبھم جمیعًا۔

یعنی جماعتِ احمدیہ کی سرگرمیاں تمام امور میں انتہائی طور پر کامیاب ہیں اور ان کے مدارس بھی کامیابی سے چل رہے ہیں۔ باوجودیکہ ان مدارس کے تمام طلباء ان کی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ (الفضل ۲۲ شہادت ۱۳۴۹ ہش ص۵)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو افریقہ میں بہت زیادہ کامیابی ہو رہی ہے۔ غانا میں بھی احمدی مشنوں نے کس قدر ترقی کر لی ہے۔ ہم تحریکِ جدید کے متعلقہ دفتر سے امید کرتے ہیں کہ وہ افریقی مشنوں کے موجودہ حالات مفصل طور پر لکھ کر الفضل میں شائع کرائیں تاکہ دوستوں کو احمدیت کے عظیم کام کا جو وہ افریقہ میں سرانجام دے رہی ہے کچھ واضح تصور ہو سکے اور وہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے دورہ کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں احمدیت کے فروغ کے لئے پاکستان کے بعد افریقہ اور انڈونیشیا دو عظیم خطہ ہائے ارضی ہیں جو احمدیت کے عالمگیر فروغ کی بنیاد بنیں گے۔ اِس لئے ہمیں چاہیئے کہ ان دونوں ملکوں کے مشنوں کی کامیابی کیلئے ہر طرح سے کوشش کریں اور جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار فرمایا ہے ہمارا سب سے کاری ہتھیار دعا ہے اس لئے چاہیئے کہ احباب انفرادی اور اجتماعی طور پر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے موجودہ دورے کو کامیاب کرے اور کم از کم افریقہ میں کوئی ملک ایسا نہ رہے جہاں اسلامی مشن قائم نہ ہوں۔ یقیناً اہلِ افریقہ کی نجات بھی احمدیت کے فروغ سے وابستہ ہے۔ اور ان کو یورپ کے سفید فام لوگوں سے اسلام اور صرف اسلام ہی بچا سکتا ہے۔ اسلام نے جو انسانی مساوات کا نظریہ پیش کیا ہے وہ اتنا وسیع اور مؤثر ہے کہ آجکل کے آزاد خیال لوگوں کی عقل بھی وہاں تک نہیں پہنچی اور اقوامِ متحدہ کی انجمن باوجود خواہش کے وہاں نسلی امتیاز کی لعنت کو مٹانے میں ایک قدم بھی نہیں اُٹھا سکی۔ یہ صرف اسلام ہے جو یہ کام کر سکتا ہے۔ کاش اقوامِ عالم اس حقیقت کو پالیں تاکہ دنیا میں امن کا یہ پیغام جس کا نام اسلام ہے پھیل جائے اور دنیا اپنے رب العٰلمین رحمۃ للعالمین اور ذکر للعالمین سے فیضیاب ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد وہ دن لائے جب کم از کم افریقہ میں حقیقی اسلام تمکن حاصل کرے اور دینِ حق کا عظیم مرکز بن جائے۔ آمین

حدیث الرسول صلے اللہ علیہ وسلم

پردہ پوشی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً مِّنْ کُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ یَّسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ فِی الدُّنْیَا یَسَّرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ فِی الدُّنْیَا سَتَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ باب فی الستر علی المسلمین ص۱۵ ج۲)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی کسی مسلمان کی بے چینی اور اس کے کرب کو دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کرب اور اس کی بے چینی کو دور کرے گا۔ اور جو شخص کسی تنگ دست کے لئے آسانی مہیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے لئے آسانی اور آرام کے سامان بہم پہنچائے گا۔ اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کے لئے کوشاں رہتا ہے۔

ایک نہایت بلیغ اور عالمانہ تبصرہ

مجلس ترقی ادب لاہور کا سہ ماہی مجلّہ "صحیفہ" زیر ادارت محترم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب شائع ہوتا ہے۔ صحیفہ ایک قابل قدر علمی ادبی اور تحقیقی مجلہ ہے۔ مجلہ مذکور کے ماہ اپریل ۱۹۶۹ء کے محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی کتاب English Traced to Arabic پر ایک نہایت بلیغ اور عالمانہ تبصرہ شائع ہوا ہے۔ جسے ہم بشکریہ تمام درج ذیل کرتے ہیں

نوٹ۔ کتاب مذکور دفتر ریویو آف ریلیجنز ربوہ سے مل سکتی ہے۔ (ایڈیٹر)

"English Traced to Arabic"

مصنف۔ محمد احمد مظہر۔ صفحات ۴۰۸۔ کاغذ سفید۔ طباعت روشن۔ تقطیع بڑی۔ قیمت مجلد ۱۵ روپے۔

زیر نظر کتاب مصنف کی ۲۰ سال کی محنت شاقہ کا ثمر ہے۔ اس کتاب کی صورت میں مصنف نے لسانیات کے شعبے میں ایک ایسا صحیح اور محکم نظریہ پیش کیا ہے۔ جس سے السنہ عالم کے اولین ماخذ کے متعلق اختلافات ختم ہو جانے چاہئیں۔

زبان کے آغاز کے متعلق مختلف زمانوں میں مختلف نظریات مقبول و مروج رہے۔ لیکن امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ ان میں تغیر و تبدل ہوتا رہا۔

جو نظریات چند سال پہلے مسلمات کا درجہ رکھتے تھے۔ آج انہیں محض قیاس آرائی کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے۔ ذیل میں بعض ایسے نظریات کا ذکر بالاختصار کیا جاتا ہے۔ جو کہ ایک زمانے میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔

مثلاً آغاز زبان کے متعلق یہ نظریہ بڑا مشہور و مقبول رہا ہے۔ کہ زبان قدرتی اور حیوانی اصوات کی نقل سے وجود میں آئی۔ لیکن کچھ مدت بعد یہ نظریہ بھی اپنی وقعت کھو بیٹھا۔ کیونکہ جب اس کے تمام پہلوؤں پر غائر نظر ڈالی گئی تو اس میں معقولیت دکھائی نہ دی۔ اس لئے کہ بے معنی آوازوں کی نقل سے ایک جہاں معنی پیدا کرنا ممکن معلوم نہیں ہوتا۔ پھر یہ خیال کیا گیا کہ شروع شروع میں انسان اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے لئے اعضائے جسم کے اشاروں سے کام لیتا ہوگا۔ جو رفتہ رفتہ ترقی کر کے زبان کا روپ دھار گئے۔ لیکن فکر و نظر کی کسوٹی پر یہ نظریہ بھی قدر کم عیار ثابت ہوا۔ کیونکہ آواز و الفاظ سے عاری اشارات کا ایک زبان کی شکل اختیار کر جانا خلاف عقل معلوم ہوتا ہے۔ زبان کے لئے آواز و الفاظ ہونا ضروری ہے۔ اور جسمانی اعضاء کے اشارات اس بنیادی عنصر سے قطعاً عاری ہیں۔ اس لئے ان کا ترقی کر کے بامعنی اصوات میں ڈھل جانا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ غرض اس طرح نظریات بنتے اور بگڑتے رہے۔ مگر منزل کا نشان نہ ملا۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ انسان کو محض حیوان سمجھ لیا گیا تھا۔ اور اس پر یہ قیاس کیا گیا کہ جس طرح عام حیوان گونگا ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی گونگا ہی پیدا ہوا۔ مگر بعد میں اس نے ترقی کر کے اپنے گونگے پن کو زبان آوری میں تبدیل کر لیا مگر یہ نہیں سوچا کہ انسان اور عام حیوان میں بہت فرق ہے۔ عام حیوانات کو قدرت نے قوت گویائی سے محروم کر رکھا ہے۔ اس لئے وہ کتنی ہی ترقی کریں بولنے اور بات کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ یہ نظریہ بھی غور و فکر کے بعد غلط ثابت ہوا۔ اور بالآخر ماہرین لسانیات کو اسی نظریے کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ جسے وہ غیر سائنسی اور مذہبی نظریہ کہہ کر مسترد کر چکے تھے یعنی زبان علیہ خداوندی ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب اس بات پر متفق ہیں۔ کہ جب انسان کی تخلیق کی گئی تو اسے ایک زبان بھی دی گئی۔ چنانچہ عہد نامہ عتیق کے باب پیدائش میں ہے۔ کہ خدا نے زمین کے ہر جانور اور ہوا کے ہر پرندے کو پیدا کر کے آدم کے سامنے پیش کیا۔ آدم علیہ السلام نے ان جانوروں اور پرندوں کو جو جس نام سے پکارا۔ وہ اسی سے موسوم ہوئے۔

پھر نسل انسانی پھیلتی گئی اور مختلف علاقوں کو اپنا مسکن بناتی گئی۔ جوں جوں آبادی بڑھتی گئی۔ نئے علاقے آباد ہوتے گئے۔ اور اس طرح نسل انسانی متعدد گروہوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی۔ مرور ایام کے ساتھ ساتھ یہ گروہ ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے گئے۔ اسی طرح مختلف جغرافیائی حالات اور ماحول کے اثرات سے زبان میں بھی تغیر و تبدل ہوتا رہا

جس طرح نسل انسانی امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ مختلف گروہوں اور شاخوں میں تقسیم ہوتی رہی اسی طرح زبان بھی مختلف و متعدد شاخوں میں بٹتی گئی۔ اور پھر یہ شاخیں ترقی کر کے انفرادی حیثیت اختیار کر گئیں۔ ہر خطے اور ہر قوم کے مخصوص حالات کے زیر اثر ان کی شکلیں بدلتی گئیں حتیٰ کہ ان میں بظاہر کوئی مماثلت باقی نہ رہی۔

اس ظاہری اختلاف نے اکثر لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اور وہ اس باب میں صحیح نتائج اخذ کرنے سے قاصر رہے۔ بہرحال ماہرین لسانیات نے دنیا کی مختلف زبانوں کا تقابلی مطالعہ کر کے ان میں توافق و تخالف کے پہلو تلاش کئے ہیں۔ چنانچہ اسی بنیاد پر دنیا کی زبانوں کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا۔ یعنی سامی اور آریائی سامی گروہ میں عربی، عبرانی، مصری وغیرہ اہم زبانیں شامل ہیں اور آریائی گروہ میں یورپ، ہندوستان اور ایران کی زبانیں شامل ہیں۔

اس سلسلے میں بنیادی غلطی یہ ہوئی کہ سامی اور آریائی گروہوں کو دو متوازی خطوط سمجھ لیا گیا جن میں ملاپ ممکن نہیں بعد میں اس غلطی کا تکرار ہوتا رہا۔ اور اب بھی ہو رہا ہے۔ خشت اول ہی ٹیڑھی رکھی گئی تھی اس لئے عمارت کج ہونی ہی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ماہرین لسانیات انتہائی کاوش و جستجو کے بعد کوئی ایسی زبان تلاش نہ کر سکے۔ جس کو السنہ عالم کا مصدر اول قرار دیا جا سکتا۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ سامی زبان کے تفحص و تجزیہ میں اتنی کاوش نہیں کی گئی۔ جتنی آریائی گروہ کی زبانوں کے معاملہ میں کی گئی۔ شائد اس کی وجہ یہ ہو کہ ماہرین لسانیات کی اکثریت کا تعلق یورپ سے ہے اور یورپ کی زبانیں آریائی گروہ سے تعلق ہیں۔ اس گروہ میں تین زبانیں زیادہ اہم اور قدیم خیال کی جاتی ہیں۔ یعنی یونانی، لاطینی، اور سنسکرت۔ چونکہ ان تینوں میں سنسکرت قدیم تر اور وسیع تر ہے۔ اس لئے سنسکرت کو آریائی گروہ کی ماں قرار دیا گیا۔ انیسویں صدی کے اوائل میں اس نظریے کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ بعد میں جب زیادہ دقت نظر سے ان زبانوں کا تقابلی مطالعہ کیا گیا۔ تو ان زبانوں میں کسی قدر مشابہت کے باوجود اختلافی پہلو بھی کم اہم ثابت نہ ہوئے چنانچہ اس صورت حال کے پیش نظر Ellias کو یہ کہنا پڑا کہ لسانیاتی تحقیق کے سلسلے میں سنسکرت کو نقطۂ آغاز قرار دینا ہی غلط تھا۔

Max Muller نے ان اختلافات کو تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا کہ یونانی، لاطینی، اور سنسکرت میں ماں بیٹیوں کا رشتہ نہیں بلکہ بہنوں بہنوں کا رشتہ ہے۔ لیکن یہ مسئلہ پھر بھی لاینحل رہا کہ آخر ان زبانوں کی اصل کیا ہے۔ اور یہ دونوں گروہ اصلاً جدا جدا ہیں یا ایک ہی اصل سے متفرع ہیں۔

آخر گھوم پھر کر اسی قدیم مذہبی نظریے کی جانب رجوع کرنا پڑا کہ دنیا کی تمام زبانوں کی اصل ایک ہی زبان ہے۔ گویا کثرت کو وحدت کا سہارا لینا ہی پڑا۔ جس طرح وحدت ادیان ایک حقیقت ہے یعنی تمام مذاہب و ادیان عالم کا اصل منبع ایک ہی ہے۔ اسی طرح وحدت السنہ بھی ایک حقیقت ہے یعنی دنیا کی تمام زبانیں ایک ہی زبان سے نکلی ہیں۔ اور وہ زبان وہ تھی جو انسان اول یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو خالق اکبر کی جانب سے عطا ہوئی تھی

یہاں اکثر ماہرین لسانیات پھر بھٹک گئے اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ تمام زبانوں کی اصل زمانہ ماقبل تاریخ کی کوئی زبان ہے جس کا وجود اب باقی نہیں رہا۔ تعجب ہے کہ ایسی وسیع اور توانا زبان جس سے دنیا کی ہزارہا زبانوں نے وجود پایا ہو اس طرح نابود ہو جائے کہ اس کی قبر تک کا نشان نہ ملے۔ حالانکہ اقتضائے عقل یہ ہے کہ ایسی وسیع اور زرخیز زبان جو تمام زبانوں کا سرچشمہ ہو۔ دنیا سے معدوم نہیں ہو سکتی۔

اس گمراہی اور ناکامی کی وجہ یہ ہے۔ کہ اول تو ماہرین لسانیات آریائی گروہ کی زبانوں میں اس سرچشمۂ فیض کو تلاش کرتے رہے۔ دوسرے انہوں نے سامی اور آریائی گروہوں کو متوازی خطوط تصور کر لیا جو کبھی آپس میں نہیں ملتے۔

جب بقول Mario Pei ابن خلدون کی تردید ممکن نہیں کہ دنیا کی تمام زبانوں کا منبع ایک ہے۔ تو سامی اور آریائی گروہوں کو ایک دوسرے کا نقیض خیال کرنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک مقام پر جا کر یہ دونوں ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔

لسانیاتی تحقیق اسی وقت مکمل اور نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے۔ جب دونوں گروہوں کی زبان کا پہلو بہ پہلو مطالعہ کیا جاتا۔ اور اس صورت میں یقیناً یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ دونوں گروہ متحد الاصل ہیں۔ اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد ان کا مشترکہ ماخذ بھی تلاش کیا جا سکتا تھا۔ مگر بدقسمتی سے اس اہم نکتے کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ غلط راستہ اختیار کر کے منزل تک پہنچنا ممکن نہ تھا۔

اس ناکامی کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ ماہرین لسانیات نے اس باب میں عربی کو ہمیشہ شجر ممنوعہ خیال کیا۔ شائد اس کی وجہ یہ ہو کہ ماہرین لسانیات کی اکثریت یورپ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یورپ کو اسلام اور اس کی وجہ سے عربی زبان سے جو کد ہے وہ مانع آئی۔ بہرکیف عربی سے بے نیاز ہو کر جو بھی تحقیق کی گئی۔ وہ حقیقت سے دور اور بے ثمر رہی۔

مسلم علماء نے زبان سینکڑوں برس سے یہ

نظریہ پیش کر رہے ہیں کہ عربی ہی ام الالسنہ ہے۔ لیکن مسلم علما کے اس نظریئے کو محض مذہبی خوش عقیدگی خیال کر کے درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ لسانیات کا شمار اگرچہ جدید علوم میں ہوتا ہے، لیکن اگر تاریخی حقائق کو پیش نظر رکھا جائے تو بخوبی واضح ہو جائے گا کہ واقعتہً اس شعبۂ علم کی بنیاد بھی صدیوں پہلے مسلم علماء رکھ چکے ہیں۔ جو قوم "فقہ اللغۃ" جیسی دقیق اور جامع کتاب (جس میں الفاظ کے نازک ترین فرق اور دوسرے تمام پہلوؤں کو سمیٹ لیا گیا ہے) دنیا کے سامنے پیش کر سکتی ہے اس کے لسانی شعور سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا اور اس کے علماء کی رائے کو محض مذہبی جوش اور خوش عقیدگی کہہ کر ساقط الاعتبار نہیں قرار دیا جا سکتا۔ مسلم علماء کا یہ نظریہ محض خوش فہمی نہیں بلکہ ٹھوس دلائل پر مبنی ہے۔ بہتر ہوگا کہ ان میں سے بعض دلائل مختصراً بیان کر دیئے جائیں۔ جو عربی کو ام الالسنہ ثابت کرتے ہیں

اس ضمن میں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ ایک ام الالسنہ میں کیا بنیادی خصوصیات ہونی چاہئیں، اور اس کے بعد یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا عربی میں وہ خصوصیات موجود ہیں؟

ام الالسنہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب زبانوں سے قدیم ہو۔ مگر یہ کیسے معلوم کیا جائے کہ کونسی زبان سب سے قدیم ہے؟ اس باب میں ماہر لسانیات نے آثار قدیمہ سے دریافت ہونے والی پرانی تحریروں اور کتبوں کو بنیاد بنایا ہے۔ چونکہ عربی زبان کے دستیاب کتبے دوسری زبانوں کے کتبوں کے مقابلے میں قریب تر زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ماہرین لسانیات اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ خود عربی زبان بھی دوسری زبانوں کے مقابلہ میں کم عمر ہے۔ حالانکہ کسی زبان کی عمر کا اندازہ لگانے کے لئے یہ معیار ہی غلط ہے۔ کتبوں اور تحریروں کی عمر سے کسی زبان کی تحریر اور اس کے رسم الخط کی عمر کا اندازہ تو لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن خود زبان کی عمر کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ زبان اور تحریر لازم و ملزوم نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ کسی زبان کے وجود میں آنے کے ساتھ ہی اس کی تحریر بھی وجود میں آ گئی ہو۔ ایک مشہور ماہر السنہ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ زبان اصلاً بولنے کے لئے ہوتی ہے۔ اور تحریر ثانوی درجہ رکھتی ہے اس لئے کسی زبان کی زندگی حقیقتہً منہ اور کان میں پائی جاتی ہے۔ نہ کہ قلم اور آنکھ میں یعنی زبان کا بنیادی تعلق بولنے اور سننے سے ہے۔ لکھنے اور پڑھنے سے نہیں (حوالے کے لئے ملاحظہ ہو Jespersen page 23)

جب حقیقت حال یہ ہے تو کتبوں کو زبان کی قدامت کا معیار بنانا قیاس مع الفارق ہے۔ اس نکتے کو فراموش کرنے کے باعث ماہرین لسانیات سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔ اور غلطی سے عربی کو کم عمر خیال کرتے ہوئے اس سے پہلو بچا کر گزر گئے۔ نتیجہ سامنے ہے کہ اس قدر تلاش و جستجو کے باوجود ام الالسنہ تک رسائی سے محروم رہے۔

عربوں کو چونکہ ہمیشہ اپنی قوت حافظہ پر بہت زیادہ بھروسہ تھا اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ دنیا کی کوئی قوم اس خصوص میں عربوں سے ہمسری کا دعوے نہیں کر سکتی۔ اس لئے انہوں نے تحریر و کتابت کی جانب زیادہ توجہ نہیں کی۔ اس کے علاوہ عرب غیر متمدن قوم تھی چونکہ تحریر کا تعلق تمدن ضرورتوں سے ہے۔ اس لئے عربوں کی بدوی زندگی میں تحریر کی ضرورت ہی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ عربوں میں تحریر کا رواج بہت بعد میں ہوا۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ طلوع اسلام کے وقت عرب میں گنتی کے چند لوگ ایسے تھے جو تحریر و کتابت کے فن سے واقف تھے۔ لیکن اس ہمہ گیر ناخواندگی کے باوجود عربی زبان فصاحت و بلاغت کے جس مقام بلند پر فائز تھی۔ اس کا ثبوت شعرائے جاہلیت کے کلام سے بخوبی مل سکتا ہے۔ ایسی صورت میں عربی زبان کی قدامت کا تعین اس کے تحریری سرمایہ کی بناء پر نہیں کیا جا سکتا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان حالات میں وہ کونسا ایسا معیار ہے جس پر کسی زبان کی قدامت کو پرکھا جا سکتا ہے؟ اس کے لئے ہمیں خود اس زبان کا گہرا مطالعہ کرنا ہوگا۔ کیونکہ داخلی شواہد ہی اس قضیے کو فیصل کر سکتے ہیں۔

مثلاً اس مقصد کے لئے ہمیں اس زبان کے ڈھانچے پر غور کرنا ہوگا جس زبان کا بنیادی ڈھانچہ جتنا مکمل ہوگا اور اس میں دخیل الفاظ جتنے کم ہوں گے وہ زبان اتنی ہی قدیم ہوگی۔ اس زاویئے سے عربی زبان پر ایک نظر ڈالیئے تو معلوم ہوگا کہ عربی زبان اس قدر مکمل اور جامع ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ایسی صورت میں کیونکر ممکن ہے کہ ایسی جامع اور مکمل زبان کسی غیر مکمل اور ناقص زبان سے متفرع ہو۔

عربی میں دخیل الفاظ اول تو بہت کم ہیں۔ اور پھر یہ دخیل الفاظ بھی فی الاصل دخیل نہیں بلکہ غور کرنے پر معلوم ہوگا یہ عربی کے بعض الفاظ ہی کی بدلی ہوئی شکلیں ہیں۔ یعنی یہ ایسے الفاظ ہیں جو عربی سے دوسری زبانوں میں چلے گئے۔ جہاں ان کی تبدیل ہیئت ہوئی۔ اور بعد میں اسی تبدیل شدہ شکل میں عربی میں واپس آ گئے۔ اس لئے فی الحقیقت یہ دخیل الفاظ نہیں بلکہ ان کو الفاظ راجع کہنا چاہیئے۔

ایک ام الالسنہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ وسیع اور جامع ہونے کے ساتھ ساتھ آسان بھی ہو۔ کیونکہ عطیۂ فطرت میں سادگی ہوتی ہے۔ تکلف اور تصنع نہیں ہوتا۔

اس لحاظ سے بھی عربی السنۂ عالم میں اپنا منفرد مقام رکھتی ہے۔ عربی مادوں یعنی بنیادی الفاظ کا ذخیرہ اتنا وسیع ہے کہ کوئی زبان اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی اس کے علاوہ عربی صرف و نحو اتنی باقاعدہ اور آسان ہے کہ اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔

عربی زبان میں قریباً ۲۵ ہزار مادے پائے جاتے ہیں۔ اور ہر مادہ سے تبدیل اعراب متعدد الفاظ بنتے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ عربی کا ذخیرہ الفاظ کس قدر وسیع ہے۔ اس کے برعکس سنسکرت جسے آریائی گروہ کی سب زبانوں سے زیادہ وسیع تسلیم کیا جاتا ہے۔ دو ہزار سے بھی کم مادے رکھتی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے پچیس سوابق اور دو سو لواحق سے مدد لینی پڑتی ہے۔ سابقوں اور لاحقوں کی بھرمار کسی زبان کی خوبی نہیں بلکہ نقص ہوتا ہے۔ عربی زبان ان نقائص سے پاک ہے۔ چونکہ عربی میں سادہ اور مفرد الفاظ کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ اس لئے اسے ایسے کمزور اور مصنوعی سہاروں کی ضرورت نہیں ہے۔

پروفیسر میکس مولر (Max Muller) نے کسی زبان کی قدامت کی ایک علامت یہ بھی بتائی ہے کہ جو زبان جتنی قدیم ہوگی۔ اس میں مترادفات کی اتنی ہی کثرت ہوگی۔

عربی زبان کے اس پہلو پر نظر ڈالئے تو بھی عربی زبان سب سے قدیم قرار پائے گی کیونکہ مترادفات کی جتنی فراوانی عربی میں ہے دنیا کی کسی اور زبان میں نہیں۔

مترادفات کی کثرت کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ ان کی بدولت الفاظ کے نازک سے نازک فرق کا بھی احاطہ کیا جا سکتا ہے اور اس سے کلام میں بلاغت پیدا ہوتی ہے۔

عربی میں یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے جبکہ دوسری زبانیں اگر اس خوبی سے یکسر محروم نہیں تو بھی اس درجۂ کمال کو نہیں پہنچ پائیں جس پر عربی زبان فائز ہے۔

کسی زبان کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اسے سیکھنا آسان ہو۔ ایسا اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کے قواعد صرف و نحو واضح آسان اور مختصر ہوں۔ کیونکہ اصول و قواعد کی زیادتی زبان کو مشکل اور پیچیدہ بنا دیتی ہے اس لحاظ سے بھی کوئی دوسری زبان عربی کی ہم پایہ نہیں۔ عربی کے قواعد آسان اور مکمل ہونے کے ساتھ ساتھ مختصر بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عربی آسان بھی ہے اور واضح بھی۔ اسی لئے عربی کی صفت "مبین" بھی ہے یعنی واضح۔ اس کے برعکس سنسکرت صرف و نحو کے قریباً چار ہزار اصول و قواعد ہیں۔ قاعدوں کی اس لمبی چوڑی فہرست کو اول تو یاد کرنا ہی آسان نہیں اور پھر ان کو برتنا اور ان کی مدد سے سنسکرت پر عبور حاصل کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنسکرت کبھی عوامی زبان نہیں بن سکی۔ بلکہ عالموں اور پنڈتوں کی ذہنی ورزش کا سامان بنی رہی۔ شاید اسی وجہ سے اسے دیوبانی یعنی دیوتاؤں کی زبان کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس پر عبور حاصل کرنا انسان کے بس کی بات نہیں معلوم ہوتی تھی۔

عوام کو تو چھوڑیئے سنسکرت کے بڑے بڑے ودوان بھی کسی سنسکرت عبارت کے ایک مفہوم پر متفق نہیں ہوتے۔ سنسکرت کی صرف و نحو کی پیچیدگیوں کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ سراسر انسانی دماغوں کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ ایک قواعد دان نے ایک قاعدہ وضع کیا۔ وہ ناقص ثابت ہوا تو اس کے نقص کو دور کرنے کے لئے ایک دوسرا قاعدہ وضع کرنا پڑا۔ وقس علیٰ ھذا۔ قاعدوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ اور اس میں وہ سادگی اور جامعیت نہ رہی جو فطرت کا تقاضہ ہے۔ اسی تکلف تصنع نے سنسکرت کو غیر فطری اور گنجلک بنا دیا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ آج سنسکرت کا شمار مردہ زبانوں میں ہوتا ہے۔ ایک ایسی پیچیدہ اور مردہ زبان کسی طرح بھی ام الالسنہ نہیں ہو سکتی۔

اس کے برخلاف عربی ہمیشہ عوام کی زبان رہی ہے۔ اس کے تحریری سرمائے کا قدیم نہ ہونا خود اس بات کا ثبوت ہے کہ عالموں اور ماہروں کی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ نہیں۔ جو کتابوں میں مقید ہوں بلکہ یہ عوامی زبان ہے۔ پھر اس کی سادگی اور جامعیت کا یہ حال ہے کہ یہ ہر خیال کو کم از کم الفاظ میں بحسن و خوبی ادا کرنے پر قادر ہے۔

ان تمام امور سے یہ بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کا ماخذ اور سرچشمہ عربی زبان ہی ہے۔

عربی زبان کی انہی خصوصیات کو عملاً ثابت کرنے کے لئے مصنف نے زیر نظر کتاب تصنیف کی ہے۔ مصنف نے بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ دنیا کی مشہور زبانوں کے ساتھ مقابلہ کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کا ماخذ عربی ہے۔

مصنف نے دنیا کی ۳۳ مشہور زبانوں کو عربی سے ماخوذ اور متفرع ثابت کرنے کے لئے تالیف و تصنیف کا ایک وسیع منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس سلسلے کی پہلی کڑی زیر تبصرہ کتاب ہے جس میں بدلائل قاطع ثابت کیا گیا ہے کہ انگریزی زبان عربی سے نکلی ہے۔ مصنف نے اس مقصد کے حصول

کے لئے بیس سال تک تحقیق و تفتیش کی ہے مصنف نے اس کتاب کی تصنیف میں جس جگر کاری۔ دقیقہ رسی اور نکتہ سنجی سے کام لیا ہے۔ اس کا صحیح اندازہ کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔ ایک مفصل تبصرہ بھی اس کا بدل نہیں بن سکتا۔

کتاب چار حصوں پر تقسیم ہے اور ہر حصہ متعدد ابواب پر مشتمل ہے۔ اب بطور نمونہ انگریزی کے چند الفاظ اور ان کے عربی ماخذ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ جن سے اندازہ ہو سکے گا کہ مصنف نے ماخذ کی تلاش میں کس قدر کاوش اور نکتہ رسی سے کام لیا ہے۔

کیس Case رعشہ Rush
بالٹ Bolt ریس Race فلیٹ Flee
عرج Arrig ریڈیو Radio -
رجا Region مال Mill
قفورہ Coffer حک Attack
فرن Furnace - Pierce فرن
باقہ Boquette ارض Ard
قطیع Flat - سلیف Slope
نبل Noble - لک Lick
بربری Barbarian - کال Call
کرن Cairn

یہ نمونہ مشتے از خروارے ہے۔ ورنہ کتاب میں ایسے الفاظ کی ایک طویل فہرست دی گئی ہے۔ اور عربی ماخذ کی تلاش کے قواعد بھی بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔

زیر نظر کتاب اپنے موضوع پر ایک اہم تصنیف ہے اور لسانیاتی تحقیق کے میدان میں اسے سنگ میل قرار دیا جا سکتا ہے مصنف کی بعض آراء سے اختلاف کی گنجائش بھی ہے۔ مثلاً مصنف نے عربی کے ام الالسنہ ہونے کے نظریہ کا موجد مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کو قرار دیا ہے جسے مصنف کا جوش عقیدت ہی کہا جا سکتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ عربی کے متعلق یہ نظریہ علمائے اسلام میں شروع ہی سے مقبول و مروج رہا ہے۔ آج سے سینکڑوں سال پہلے علامہ سیوطی نے اپنی کتاب مزہر میں اس پر مفصل بحث کر کے یہ ثابت کیا تھا کہ دنیا کی تمام زبانیں عربی سے نکلی ہیں۔

کسی بھی واسطے سے یہ نظریہ مصنف تک پہنچا ہو۔ حق یہ ہے کہ مصنف نے صحیح نقطے سے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ اور فراموش کردہ حقیقت کو تلاش کر کے تابندہ و رخشندہ صورت میں منظر عام پر پیش کر دیا۔

مصنف اپنے اس کارنامے کے لئے مبارکباد کا مستحق ہے۔ اور یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر اہل علم کے زیر مطالعہ آئے ایسی علمی اور تحقیقی تصانیف کی قدردانی نہایت ضروری ہے۔

مکرم الف دین صاحب کوٹلی آزاد کشمیر کی وفات

الف دین صاحب مرحوم یکم جنوری ۱۹۷۰ء کی رات کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کوٹلی آزاد کشمیر کی مشہور کھوکھر برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ اس علاقہ کے اولین احمدیوں میں سے تھے۔ آپ کے والد کا نام پیر بخش تھا۔ آپ حاجی امیر عالم صاحب مرحوم کے ساتھ ۱۹۲۲ء میں غیر مبائعین میں شامل ہوئے تھے۔ مگر جب حاجی صاحب مرحوم نے اپنے کشوف و رؤیا کی بناء پر قادیان جا کر خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی تو الف دین صاحب مرحوم نے بھی ۱۹ جنوری ۱۹۲۲ء کو قادیان جا کر تجدید بیعت کر کے خلافت احمدیہ سے وابستگی اختیار کی۔

آپ بڑے ٹھنڈے مزاج کے آدمی تھے۔ نرم دل اور صائب الرائے تھے۔ کوٹلی میں مخالفین سے بڑے معرکے ہوتے رہے۔ آپ ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے۔ آپ کے دوسرے بھائی علم الدین صاحب عرالفض نویس نے بھی آپکے زیر اثر احمدیت قبول کر لی۔

دو بیٹے عبد الصمد اور عبد القیوم مرحوم کے یادگار ہیں انکے علاوہ دو بیٹیاں ہیں۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو مرحوم کی نیکیوں اور اخلاص کا وارث اور احمدیت کا خادم بنائے۔ آمین۔

(محمد اسد اللہ قریشی (مربی سلسلہ) گلگت ۲۰/۱)

دفتر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ اور پتہ خوش خط لکھا کریں۔ (منیجر الفضل)

حصہ آمد کے موصی احباب سے گذارش

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہونے میں چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ حصہ آمد کے موصی حضرات کو چاہیئے کہ ۳۰ اپریل ۱۹۷۰ء تک سال رواں کی آمد کا حصہ وصیت پورے کا پورا ادا کر کے خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائیں۔

اسی طرح حصہ آمد کے جن احباب کے ذمہ سالہائے گذشتہ کے بقائے ہیں اور انہوں نے ان بقایوں کو بالاقساط ادا کرنے کی مہلت لے کر پھر بھی بے قاعدگی اور غفلت کی ہے ان کا بھی یہ فرض ہے کہ سال رواں کا پورا حصہ آمد ادا کرنے کے ساتھ حسب وعدہ بقایوں کی واجب اقساط کو ۳۰/۴ تک ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ وصیت کا بقایا کسی صورت میں بھی قابل معافی نہیں ہے۔ وصیت منسوخ ہو سکتی ہے۔ لیکن ان کا بقایا معاف نہیں ہو سکتا۔ اس لئے حصہ آمد کے بقایا دار اور موصی احباب کو اپنے بقایوں کو صاف کرنے کے لئے پوری کوشش کرنی چاہیئے بے شک یہ ایک معاہدہ ہے لیکن نیت اور ارادہ کر لیا جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے معاہدوں میں جو اسی کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کئے جائیں۔ کامیابی کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

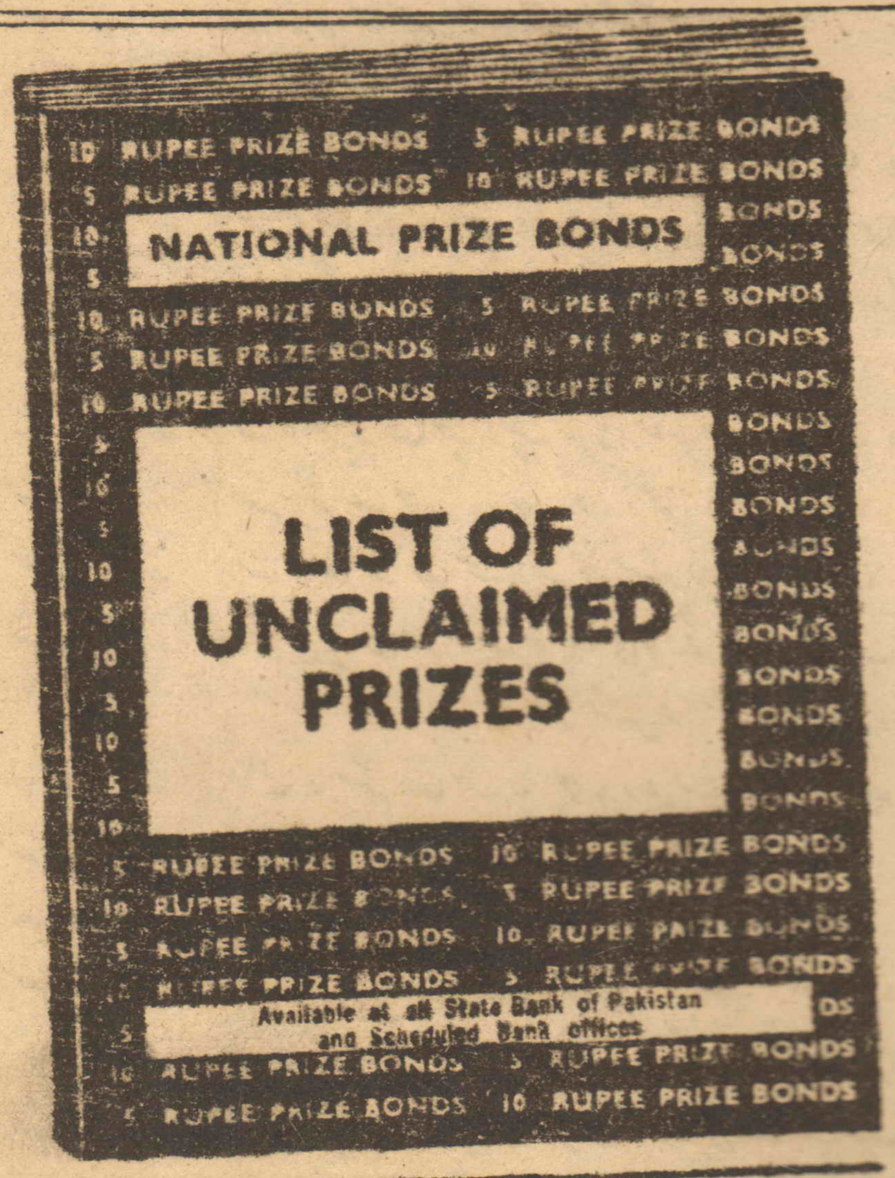

انعامی بانڈ رکھنے والوں کی سہولت کی خاطر ایسے انعامی نمبروں کی مکمل فہرست شائع کر دی گئی ہے جن کے انعامات ابھی تک کسی نے حاصل نہیں کئے ہیں

یہ فہرست، اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے تمام دفاتر اور منظور شدہ بینکوں سے ۵۰ پیسے میں دستیاب ہے۔

چیف ایکزیکٹو آفیسر سنٹرل ڈائریکٹریٹ آف نیشنل سیونگز اسلام آباد

ORIENT

دوائی فضل الٰہی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا خاص نسخہ اولاد نرینہ کیلئے اس کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ نوے فی صد لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ قیمت مکمل کورس ۹ ماہ سولہ روپے دواخانہ خدمت خلق ربوہ

فہرست واقفات عارضی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ الودود کی مبارک تحریک وقف عارضی کے دوسرے پنجسالہ دور میں جو یکم مئی ۶۹ء سے جاری ہے۔ جن بہنوں نے شمولیت کی سعادت حاصل کی ہے ان کے اسماء بغرض تحریک دعا شائع کئے جا رہے ہیں۔ عورتوں کا وقف اپنے ہی شہر محلہ اور گاؤں میں بچوں اور مستورات کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے ہوتا ہے مستورات کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس تحریک میں حصہ لیں

دور ثانی میں شامل ہونے والی ۳۶۴ خواتین کے نام پہلے شائع ہو چکے ہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن)

۳۶۵۔ محترمہ قانتہ تنویر صاحبہ بنت شیخ عبدالصمد صاحب چک ۱۱۶ ج ب سودھی ضلع لائلپور
۳۶۶۔ " چراغ بی بی صاحبہ اہلیہ برکت علی صاحب ربوہ
۳۶۷۔ " مجیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ سعید احمد صاحب "
۳۶۸۔ " فضل بی بی صاحبہ اہلیہ برکت علی صاحب "
۳۶۹۔ " ممتاز جہاں صاحبہ C/O عبدالقیوم خان صاحب "
۳۷۰۔ " ملکہ خانم صاحبہ اہلیہ عبدالمجید خان صاحب "
۳۷۱۔ " انور بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالحمید خان صاحب "
۳۷۲۔ " خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ محمد یونس صاحب "
۳۷۳۔ " امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری احمد جان صاحب کنھووالی
۳۷۴۔ " فاطمہ بیگم صاحبہ دختر غلام احمد صاحب گرمولا درکاں ضلع گوجرانوالہ
۳۷۵۔ " بیگم صاحبہ منیر احمد صاحب "
۳۷۶۔ " امۃ الکریم صاحبہ اہلیہ مرزا فضل الٰہی صاحب ربوہ
۳۷۷۔ " آمنہ بیگم صاحبہ " عبدالحق صاحب "
۳۷۸۔ " امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ محمد شریف صاحب "
۳۷۹۔ " حاکم بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری بوٹے خان صاحب سکنہ گوٹھ رئیس عبدالحمید ضلع نواب شاہ
۳۸۰۔ " رشیدہ بیگم صاحبہ " چوہدری بشیر احمد صاحب " "
۳۸۱۔ " بشریٰ ناہید صاحبہ " " محمد اکرم صاحب " "
۳۸۲۔ " امۃ الحی صاحبہ قمر آباد ضلع نواب شاہ
۳۸۳۔ " بیگم بی بی صاحبہ دھارو والی ضلع شیخوپورہ
۳۸۴۔ " نعمت النساء صاحبہ چک سکندر ضلع گجرات
۳۸۵۔ " عزیزہ بیگم صاحبہ دختر امام الدین صاحب چک سکندر گجرات
۳۸۶۔ " رشیدہ خاتون صاحبہ C/O ظفر احمد صاحب کھاریاں ضلع گجرات
۳۸۷۔ " عنایت بیگم صاحبہ " "
۳۸۸۔ " نظیر بیگم صاحبہ محلہ ستارپورہ "
۳۸۹۔ " نصیرہ صاحبہ " "
۳۹۰۔ " ہاجرہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ "
۳۹۱۔ " عابدہ رضیہ صاحبہ C/O " "
۳۹۲۔ " فضل بیگم صاحبہ C/O محمد سلیم صاحب ڈار "
۳۹۳۔ " نصرت بیگم صاحبہ " "
۳۹۴۔ " انجمن آرا صاحبہ اہلیہ عبدالقدیر صاحب عاصم مغلپورہ لاہور
۳۹۵۔ " نورجہاں بیگم صاحبہ ایبٹ آباد
۳۹۶۔ " امۃ الرؤف صاحبہ "
۳۹۷۔ " فرخ مبشرات صاحبہ ایم۔اے ماڈل ٹاؤن۔ بہاولپور
۳۹۸۔ " عابدہ خلیل صاحبہ اہلیہ مرزا خلیل کامران "
۳۹۹۔ " زینب بیگم صاحبہ زوجہ مولوی فقیر محمد صاحب گرمولا درکاں ضلع گوجرانوالہ
۴۰۰۔ " عزیز بیگم صاحبہ زوجہ عبدالباقی صاحب " "
۴۰۱۔ " غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ غلام حسین صاحب گھوگھیاٹ ضلع سرگودھا
۴۰۲۔ " نگینہ بیگم صاحبہ اہلیہ حمید الدین صاحب گروندی ضلع خیرپور
۴۰۳۔ محترمہ چراغ بی بی صاحبہ والدہ حمید الدین صاحب گروندی ضلع خیرپور
۴۰۴۔ " ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ رشید الدین صاحب "
۴۰۵۔ " زبیدہ بیگم صاحبہ چک ۵۵ ایم جی نزد جھنگ مشاب ضلع سرگودھا
۴۰۶۔ " محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم منور احمد صاحب چک چھٹہ ضلع گوجرانوالہ
۴۰۷۔ " سائرہ متین صاحبہ بنت شیخ عبدالصمد صاحب چک ۱۱۶ ام ضلع لائلپور
۴۰۸۔ " مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری بشارت احمد صاحب چک ۳۱۲ ج ب "
۴۰۹۔ " رضیہ بیگم صاحبہ قمر آباد ضلع نواب شاہ
۴۱۰۔ " امۃ الرحمان صاحبہ اہلیہ مرزا احمد شفیع صاحب مرحوم ربوہ
۴۱۱۔ " انور بیگم صاحبہ اہلیہ شمشیر خان صاحب ربوہ
۴۱۲۔ " غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ میاں محمد صادق صاحب راولپنڈی
۴۱۳۔ " انور بیگم صاحبہ زوجہ کلیم محمود صاحب معلم وقف جدید ربوہ
۴۱۴۔ " عائشہ بی بی صاحبہ زوجہ ماسٹر علم الدین صاحب منڈی یزمان (بہاولپور)
۴۱۵۔ " احمد جان بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری شوکت علی صاحب گوٹھ باوا
۴۱۶۔ " ناصرہ بیگم صاحبہ سکنہ گوٹھ مولوی عبدالسلام صاحب ضلع نواب شاہ
۴۱۷۔ " سلیم بی بی صاحبہ " "
۴۱۸۔ " صغریٰ فاطمہ صاحبہ ربوہ
۴۱۹۔ " عزیزہ خورشید صاحبہ "
۴۲۰۔ " حمیدہ بی بی صاحبہ "
۴۲۱۔ " رشیدہ بیگم صاحبہ "
۴۲۲۔ " نیاز فاطمہ صاحبہ "
۴۲۳۔ " بیگم قریشی عبداللطیف صاحب مرحوم ربوہ
۴۲۴۔ " اکسیر اختر صاحبہ لائلپور ضلع لائلپور
۴۲۵۔ " زہرہ بیگم صاحبہ اہلیہ حفیظ احمد صاحب لائلپور
۴۲۶۔ " سعید بیگم صاحبہ اہلیہ سلطان احمد صاحب کھاریاں ضلع گجرات
۴۲۷۔ " طیبہ فردوس صاحبہ بنت لال خان صاحب "
۴۲۸۔ " جنت بی بی صاحبہ سماعیلہ ضلع گجرات
۴۲۹۔ " رحمت بی بی صاحبہ " "
۴۳۰۔ " بلقیس اختر صاحبہ بنت شریف صاحب لائلپور ضلع لائلپور
۴۳۱۔ " حلیمہ بی بی صاحبہ بنت شاہ محمد صاحب لائلپور ضلع لائلپور
۴۳۲۔ " اللہ وسائی صاحبہ بیٹ چین والا۔ ضلع ڈیرہ غازیخان
۴۳۳۔ " مریم صدیقہ صاحبہ ربوہ
۴۳۴۔ " سردار بی بی صاحبہ قلعہ جے سنگھ ضلع گوجرانوالہ
۴۳۵۔ " رشیدہ بیگم صاحبہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور
۴۳۶۔ " محمودہ بیگم صاحبہ چک ۱۶۱ مراد "
۴۳۷۔ " ناصرہ بیگم صاحبہ چک ۹۰ مراد "
۴۳۸۔ " صغریٰ بیگم صاحبہ ربوہ
۴۳۹۔ " جنت بی بی صاحبہ چک سکندر ضلع گجرات
۴۴۰۔ " خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری اعجاز احمد صاحب کا چھیلو ضلع تھرپارکر
۴۴۱۔ " نصرت جہاں صاحبہ بنت اعجاز احمد صاحب " "

اعلانات نکاح

۱۔ کل بعد نماز جمعہ مکرم مولوی نذیر احمد مبشر صاحب فاضل نے میرے برادر نسبتی شیخ سعید احمد ولد شیخ امیر الدین خوشابی (مرحوم) ڈرائنگ ماسٹر ڈی سی ہائی سکول سرائے عالمگیر ضلع گجرات کا نکاح مبلغ -/۱۲۰۰ روپے کے عوض عزیزہ نسیم فرحت بنت صوفی محمد یار صاحب ساکن ہزاری ضلع میانوالی حال ربوہ سے مسجد مبارک ربوہ میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ فریقین کے لئے باعث برکت ہو (عبدالرحمٰن شاکر پریشنر صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

۲۔ خاکسار محمد احمد اشرف معلم وقف جدید کا نکاح عزیزہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ بنت محمد بخش صاحب مرحوم چک ۲۸۷ ج ب پلاسور ضلع لائلپور سے -/۸۰۰ روپے حق مہر مکرم محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے مسجد مبارک ربوہ میں بعد نماز ظہر ۲ اپریل بروز ہفتہ پڑھا۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تعلق بابرکت کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔ (خاکسار محمد احمد اشرف معلم وقف جدید حلقہ جماعت احمدیہ گرمولا درکاں ضلع گوجرانوالہ)

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر ہذا میں مقبولہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے جا رہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے (۳) وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۱۹۹۳۰

میں سعیدہ بیوہ میاں شمیر احمد قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۳۰ء ساکن لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

(۱) حق مہر بذمہ خاوند -/۱۰۰۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ: سعیدہ۔ ۴ میکلوڈ روڈ لاہور۔

گواہ شد: عبدالحمید۔ ابن چوہدری نقل احمد صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور۔ گواہ شد: محمد شریف ولد حاجی پیر محمد صاحب اکونٹنٹ جامعہ احمدیہ ربوہ

مسل نمبر ۱۹۹۷۷

میں رشیدہ صالحہ بنت غلام جیلانی صاحب مرحوم قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن رحمان پورہ ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) زیور طلائی مالیتی: -/۷۵۰ روپے

(۲) گھڑی کلائی مالیتی: -/۱۵۰ روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ: رشیدہ صالحہ بنت غلام جیلانی صاحب مرحوم رحمان پورہ ڈاکخانہ اچھرہ لاہور گواہ شد: عبدالقادر صدر مجلس مرحومین حلقہ رحمان پورہ لاہور۔

گواہ شد: شیخ محمد اکرم صدر حلقہ رحمان پورہ لاہور

مسل نمبر ۱۹۹۷۸

میں ناصرہ بیگم زوجہ شیخ محمد یعقوب صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جناح کالونی ۲۹۲ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے

(۱) حق مہر بذمہ خاوند -/۱۰۰۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ ناصرہ بیگم زوجہ شیخ محمد یعقوب صاحب لائل پور۔ گواہ شد: شیخ محمد یعقوب خاوند موصیہ جناح کالونی لائل پور۔ گواہ شد۔ شیخ عبدالقدیر دارالبرکات گلی نمبر ۱۰ دھوبی گھاٹ لائل پور

مسل نمبر ۱۹۹۷۹

میں چوہدری محمد سلیم احمد ولد چوہدری غلام عزت صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۳۶ بی ناظم آباد ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

(۱) زرعی اراضی واقع علی پور ۲۳ بیگھے مالیتی ۴۶۰۰۰ روپے

(۲) مکان پلاٹ واقع لائل پور شہر مالیتی -/۲۶،۰۰۰ روپے

(۳) نقد -/۵،۰۰۰ روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

اس وقت مجھے مبلغ -/۴۹۰ روپے ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ چوہدری محمد سلیم احمد ایگریکلچرل ریسرچ سٹیشن خان پور ضلع رحیم یار خان۔

گواہ شد: ملک ضیاء الدین ولد ملک نور الدین پریذیڈنٹ ضلع انجمن احمدیہ خان پور ضلع رحیم یار خان۔ گواہ شد۔ سید بشیر احمد ولد سید احمد شاہ صاحب مائل آباد خان پور ضلع رحیم یار خان۔

مسل نمبر ۱۹۹۸۰

میں منصورہ بیگم زوجہ سید محمد یحییٰ شاہ صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوٹہ ضلع کوٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) حق مہر بذمہ خاوند ۔۔ ۵۰۰۰ روپے

(۲) زیور طلائی مالیتی وزنی ۳ تولے ۔۔ ۴۰۰ روپے

(۳) نقد رقم ۔۔ ۴۰۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ منصورہ بیگم کوٹہ

گواہ شد: سید محمد یحییٰ شاہ صاحب موصیہ معرفت مرزا محمد صادق صاحب ۶۷/۲ گورنمنٹ کنٹریکٹر طوغی لاڈ کوٹہ۔ گواہ شد۔ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوٹہ۔

مسل نمبر ۱۹۹۸۱

میں میجر دلدار احمد ولد چوہدری محمد حیات صاحب قوم پڑہار پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اوجھ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۷۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے واقع اسلام آباد رہائشی پلاٹ رقبہ ۶۶۶ مربع گز مالیتی -/۹۴۰۰ روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۱۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ اور حمہ ضلع سرگودھا۔

گواہ شد: عبدالقادر صاحب ۸۵/۲ ٹاہلی موڑ راولپنڈی۔

گواہ شد: خواجہ محمد عبدالغنی ۲۰۲ پریذیڈنٹ راولپنڈی۔

مسل نمبر ۱۹۹۸۲

میں محمد شریف خان ولد حضرت مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی قوم راجپوت عمر ۷۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱۲/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۲۰ روپے ہے۔

میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد: محمد شریف خان

گواہ شد: مختار احمد ہاشمی۔ دارالصدر شرقی ربوہ ضلع جھنگ

گواہ شد: محمد شجاعت علی۔ ریٹائرڈ انسپکٹر بیت المال۔ ربوہ۔

شربت افزا

موسم گرما کا بہترین مشروب

یہ شربت مفرح اور مقوی قلب ہے موسم گرما کے مضر اثرات سے محفوظ رکھتا ہے

نوٹ اور پیاس کا

بہترین علاج ہے

قیمت فی شیشی چار روپے صرف

خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

محمد رسول اللہ کا ید بیضاء موسےٰ کے ید بیضاء سے افضل ہے

اسیطرح آنحضرتؐ کا عصائے قرآنی موسےٰ کے عصاء پر ہر لحاظ سے فضیلت رکھتا ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دیگر جملہ انبیاء پر فضیلت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اسے کنعان کا ملک دیا جائے گا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ساتھ لے کر مصر سے چل پڑے اور جب وہ ملک سامنے آگیا تو آپ نے اپنی قوم سے کہا جاؤ لڑائی کر کے اس پر قبضہ کر لو حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم نے غلطی سے یہ خیال کر لیا کہ خدا تعالےٰ نے یہ ملک ہمیں دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس لئے وہ خود ہی اس وعدہ کو پورا کرے گا اور یہ ملک ہمارے قبضہ میں دیدے گا۔ اگر ہم نے ہی اس ملک کو فتح کرنا تھا تو پھر وعدے کا کیا فائدہ۔ چنانچہ انہوں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہہ دیا کہ

فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُونَ (مائدہ آیت ۲۵)

کہ اے موسےٰ تو اور تیرا رب دونوں جاؤ اور دشمنوں سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھیں گے جب تم ملک فتح کر کے ہمیں دے دو گے تو ہم اس میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ کو اس قوم کی یہ بات ناگوار گزری اور اس نے کہا کہ اب چالیس سال تک تم اس ملک میں داخل نہیں ہو سکتے چالیس سال تک تم جنگلوں میں بھٹکتے پھرو پھر اللہ تعالےٰ تمہاری نئی نسل کو اس امر کی توفیق دے گا کہ وہ اپنی جانیں قربان کر کے اس ملک میں داخل ہوں اور خدا تعالےٰ کے انعامات کے مورد ہوں۔ غرض موسےٰ کو وہ قوم ملی جس نے خدا تعالےٰ کا اتنا بڑا نشان دیکھنے کے باوجود کہ اسے فرعون کی غلامی سے آزادی ملی اسے اور اس کی نسل کو نسلوں کے لئے اینٹیں بنانے اور لکڑیاں کاٹنے اور ہر ذلیل سے ذلیل کام کرنے سے نجات ملی پھر بھی موسےٰ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اور جب انہیں کہا گیا کہ اٹھو اور اس عظیم الشان ملک پر قبضہ کر لو جس پر عاد قوم حکمران ہے تو انہوں نے کہہ دیا کہ ہم سے یہ کام نہیں ہو سکتا تو اور تیرا رب دونوں جاؤ اور دشمنوں سے لڑتے پھرو جب دشمن مر گیا اور ہمیں اطمینان ہو گیا کہ اب ہماری جانوں کو کوئی خطرہ پیش نہیں آئے گا تو ہم اس ملک کی حکومت سنبھال لیں گے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے وہ صحابہ عطا فرمائے جنہوں نے موسےٰ کے ساتھیوں کی طرح ایسی ایک مقام پر بھی نہیں کہا کہ ہم اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ وہ آپ کے دائیں بھی لڑے اور بائیں بھی لڑے اور آگے بھی لڑے اور پیچھے بھی لڑے اور انہوں نے ہر نازک سے نازک مقام پر اپنی فدائیت اور جاں نثاری کو ثابت کر دیا۔

یہ وہ نمونہ ہے جو صحابہؓ نے دکھایا اور پھر یہ نمونہ کی باتوں تک ہی انہوں نے اپنے جذبۂ اخلاص کو محدود نہیں رکھا بلکہ عملی رنگ میں بھی وہ رات اور دن اسلام کے لئے قربانیاں کرتے رہے اور انہوں نے ایسی جاں نثاری کا نمونہ دکھایا کہ سر ولیم میور "لائف آف محمدؐ" میں غزوۂ احزاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس جنگ میں کفار کا اتنا بڑا لشکر جمع ہوا تھا کہ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا شکست کھا جانا بالکل یقینی امر تھا مگر اتنے بڑے لشکر کے باوجود کفار کو جو کامیابی حاصل نہ ہوئی تو اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ کفار سے ایک سیاسی غلطی ہو گئی اور وہ یہ کہ جب وہ خندق پار کر کے آگے آ جاتے تو وہ اپنی بیوقوفی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی طرف بڑھنا شروع کر دیتے تھے مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپ پر اتنے فدا تھے کہ جب وہ دیکھتے کہ ان لوگوں کا منشاء یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کریں تو مرد عورتیں اور بچے پاگلوں کی طرح دشمن کے لشکر کے سامنے آ جاتے تھے اور وہ شکست کھانے پر مجبور ہو جاتا تھا اگر وہ یہ بیوقوفی نہ کرتے کہ محمد رسول اللہ کے خیمہ کی طرف رجوع کرتے تو ممکن ہے ان کو احزاب میں فتح ہو جاتی۔ غرض صحابہؓ نے اپنے عشق کا جو نمونہ دکھایا موسےٰ کی جماعت کا نمونہ اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔

پس محمد رسول اللہ کا ید بیضاء موسےٰ کے ید بیضاء سے افضل ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصائے قرآنی موسےٰ کے عصاء پر ہر لحاظ سے فضیلت رکھتا ہے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ الشعراء صفحہ ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۳)

فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کا نصاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ فضل عمر تعلیم القرآن کلاس یکم وفا تا ۳۱ وفا ۱۳۴۹ ہش مطابق یکم جولائی تا ۳۱ جولائی ۱۹۷۰ء مسجد مبارک ربوہ میں منعقد ہوگی۔

اس کلاس کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل نصاب منظور فرمایا ہے۔

۱۔ قرآن مجید : پانچ پارے (۱۶ تا ۲۰ پارے)

۲۔ حدیث : ۱۔ ریاض الصالحین کا اردو ترجمہ حدیقۃ الصالحین (حدیث نمبر ۳۷۸ سے)

۳۔ علم کلام : ۱۔ کتاب شہادۃ القرآن تالیف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
۲۔ رسالہ احمدی کا اور غیر احمدی میں فرق
۳۔ احمدیت کا پیغام تالیف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۴۔ صرف و نحو اور عربی اسباق :۔
۱۔ خلاصۃ النحو مرتبہ میر محمد اسحٰق صاحبؓ (دو بار)
۲۔ دس نئے عربی اسباق (گیارہ تا بیس) مرتبہ خاکسار ابو العطاء
طبع کر کے طلباء کو دیئے جائیں گے۔ (استاد پڑھائے گا)

۵۔ مسائل پر علماء سلسلہ کی تقاریر :۔ ۲۰ مسائل پر علماء سلسلہ تقاریر کریں گے اور چار میں سوالات و جوابات کے لئے

۶۔ تقریری مشق : طلباء و طالبات مقررہ عنوانات پر تقاریر کریں گے۔

تمام افراد کرام و صدر صاحبان حضرات ایدہ اللہ الودود کے ارشاد کے مطابق ابھی سے خاص کوشش فرمائیں کہ ان کی جماعتوں کی طرف سے پوری پوری نمائندگی ہو۔ اور گزشتہ سالوں کی نسبت امسال زیادہ تعداد میں طلباء و احباب اس کلاس میں شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں اور پھر وہ علوم قرآن کو اپنی اپنی جماعتوں میں پھیلانے کا ذریعہ بنیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن)

اعلائے کلمۃ اللہ اور دنیا میں توحید حقیقی کا قیام

جماعت احمدیہ ـــ ایک عظیم مقصد ـــ اعلائے کلمۃ اللہ اور دنیا میں توحید حقیقی کے قیام کی خاطر قائم کی گئی ہے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کا خاص فضل اس کے شامل حال نہ ہو اور اس کی رحمت کا سایہ اس کے سر پر نہ ہو اس وقت تک اس عظیم مقصد میں کامیابی ناممکن ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام انبیاء اور صلحاء کے ذکر میں فرماتے ہیں

"وہ ہمیشہ خدا تعالےٰ کا فضل مانگتے تھے"

کیونکہ

"عبودیت کا سر یہی ہے کہ انسان خدا کی پناہ کے نیچے اپنے آپ کو لے آئے" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۱)

خدا کا فضل چاہنے اور اسکی پناہ کے نیچے آنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اسکی رضا کی راہوں کو تلاش کرے اس لئے ایک مومن کے دل میں ہمیشہ یہ تڑپ ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے اسکی رضا کی سرراہ کو تلاش کرے تا اس کے فضلوں کو جذب کر سکے ـــ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اموال خرچ کرنا بھی اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرتا ہے اس لئے لازمی چندہ جات کے بقایا جات ادا کرنے کی طرف بھی فوری توجہ فرمائیے اللہ تعالےٰ آپ کے اموال میں بے حد برکت ڈالے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد)

درخواست دعا

مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب راولپنڈی اپنے لڑکے کے پاس آنکھوں کے اپریشن کے لئے گئے ہوئے تھے اطلاع ملی ہے کہ کمزوری زیادہ ہونے کی وجہ سے اپریشن نہیں ہو سکا بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے

(عبدالکریم کارکن دفتر امانت و نظارت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۲